# زوجین میں سے ایک کی میڈیکل رپورٹ سے دوسرے فریق کو باخبر کردینا

خالد سیف اللہ رحمانی

شریعت اسلامی میں انسانی عزت وآبرو کو بے حد اہمیت دی گئی ہے، یہاں تک کہ اسی مقصد کے لئے حد قذف رکھی گئی ہے؛ تاکہ ایک شخص دوسرے شخص کے خلاف بہتان تراشی نہ کرسکے، کسی کی عزت وناموس سے کھیلنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کے معائب کا چرچا کیا جائے، اسی کو اصطلاح میں 'غیبت' کہتے ہیں، غیبت کبیرہ گناہوں میں سے ہے؛ یہاں تک کہ قرآن مجید نے غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے :

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللهَ ، إِنَّ اللهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۔ (۱)
>
> اے ایمان والو! بہت سارے گمان سے بچو! کہ بعض گمان (بدگمانی) گناہ ہے اور ٹوہ میں نہ پڑا کرو اور نہ تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہوگی کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں۔

## غیبت کی حقیقت

غیبت کیا ہے؟ ـــ اس کی تشریح خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے :

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :

---

(۱) الحجرات:۱۲۔

أتـدرون مـا الـغيبة ؟ قالوا : الله ورسوله أعلم ، قال : ذكرك أخاك بـما يكره ، قيل : أفرأيت إن كان في أخي ما أقول ؟ قال : إن كان فيه مـا تـقـول فـقـد أغتبتـه ، وإن لم تكن فيه فقد بهته ، أخرجه مسلم في صحيحه ۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات نقل کرنا، جو اس کو ناپسند ہو، دریافت کیا گیا: اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہو جو میں کہوں تو آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر اس کے اندر تمہاری کہی ہوئی بات موجود ہو تبھی تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات موجود نہ ہو، تب تو تم نے بہتان تراشی کی۔

''فـلیـکـره''(جو اسے ناپسند ہو) میں تمام معائب داخل ہیں، چاہے ان کا تعلق دین سے ہو یا خَلق سے، اور خُلق سے ہو یا حسب ونسب سے، علامہ قرطبی اور جمہور علماء نے غیبت کے سلسلے میں اسی عموم کو ترجیح دی ہے اور رسول ﷺ کا ارشاد: ''ذکرک أخاک بما یکره'' کے الفاظ سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے(۲) اس لحاظ سے کسی انسان کے جسمانی عیب کو بیان کرنا بھی غیبت میں داخل ہے، اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کے بارے میں کہا ہے: ''انها امرأة قصیرة'' اور حضور ﷺ نے ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: ''لـقـد قـلـت کـلـمة لو مُزِجت بماء البحر لمَزَجَته'' (۳) یعنی تم نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر اس کو سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اسے بھی خراب کردے —— کسی انسان کا پست قامت ہونا بھی ایک خلقی عیب ہے اور کسی شخص کا بیمار ہونا بھی ایک خلقی عیب ہے؛ لہٰذا خلقی عیب کو ظاہر کرنا بھی غیبت میں داخل ہے۔

## کب غیبت کرنا جائز ہے؟ حدیث کی روشنی میں

اس کے مقابلہ بعض ایسی روایات بھی موجود ہیں، جن میں آپ ﷺ کے سامنے کسی شخص کی کمی کو بیان کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی، حضرت ہندہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا :

---

(۱) کتاب البر والصلة والادب ، باب تحریم الغیبة، حدیث نمبر: ۶۷۵۸۔

(۲) دیکھئے: تفسیر قرطبی: ۱۶/۳۲۷۔ (۳) ابوداؤد، کتاب الادب، حدیث نمبر: ۴۸۷۵۔

**إن أبا سفيان رجل شحيح لا يعطيني ما يكفيني أنا وولدي فآخذ من غير علمه ؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم : نعم فخذي ۔ (۱)**

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بخیل آدمی ہیں، مجھے اتنا نہیں دیتے جو مجھ کو اور میرے بچہ کو کافی ہوجائے، تو کیا میں ان کو بتائے بغیر (ان کے مال میں سے) لے سکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں (اگر ایسا ہے تو) لے لیا کرو۔

اسی طرح معروف روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا جو بڑی خوبصورت، دانش منداور باکمال خاتون تھیں، جب ان کو حفص ابن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابوجہم رضی اللہ عنہ دونوں نے نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رشتوں کو رد فرماتے ہوئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کا مشورہ دیا، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

**أما معاوية ، فصعلوک لا مال له وأما أبو جهم فلا يضع عصاه عن عاتقه ۔ (۲)**

معاویہ یہ تو بہت غیرب ہیں، ان کے پاس مال نہیں ہے (کہ تمہارے حقوق ادا کرسکیں) اور اپنی لاٹھی کاندھے سے نیچے رکھتے ہی نہیں (یعنی پار پیٹ کرتے ہیں)۔

اسی طرح ایک صاحب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آرہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کی اخلاقی کمزوری کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''بئس أخو العشيرة''۔(۳)

## غیبت جائز ہونے کے مواقع اور فقہاء کی تصریحات

ان دونوں طرح کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاء نے لکھا ہے کہ غیبت اصل میں تو گناہ ہے، خواہ اس کا تعلق دین سے ہو، اخلاق سے ہو، جسمانی عیوب سے ہو، یا حسب ونسب سے ہو؛ لیکن بعض مستثنیات ہیں کہ جن میں کسی اہم تر مصلحت کی بنیاد پر غیبت کی اجازت دی گئی ہے، مفسرین، شارحینِ حدیث اور فقہاء نے اُن صورتوں کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے، جن میں کسی مسلمان کے عیوب کو ظاہر کرنے کی گنجائش ہے، امام غزالی رحمہ اللہ

---

(۱) ابوداؤد، کتاب الإجارہ، باب فی الرجل يأخذ حقه من تحت يده، حدیث نمبر:۳۵۳۴۔

(۲) ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء ان لا يخطب علی خطبة اخيه، حدیث نمبر:۱۱۳۴۔

(۳) رواہ الترمذی، کتاب البر والصلة باب ماجاء فی الاقتصاد فی الحب والبغض، حدیث نمبر:۱۹۹۶، وفيه استاذن رجل علی رسول الله صلی الله ﷺ وانا عنده فقال ابن العشيرة او اخو العشيرة ثم اذن له۔

نے اپنی شہرہ آفاق تالیف ''إحیاء علوم الدین'' میں چھ اسباب کا ذکر کیا ہے، جن کی وجہ سے غیبت کرنے کی گنجائش ہے،(۱) امام نووی نے بھی الفاظ کے فرق کے ساتھ ان ہی اسباب کا ذکر فرمایا ہے :

**إعلم أن الغيبة وإن كانت محرمة فإنها تباح في أحوال للمصلحة والمجوز لهذا غرض صحيح شرعي لا يمكن الوصول إليه إلا بها وهو أحد ستة أسباب ۔ (۲)**

جان لو کہ غیبت اگرچہ حرام ہے ؛ لیکن بعض حالات میں مصلحت کی بناپر اس کی اجازت ہے اور اجازت کا سبب وہ صحیح شرعی مقصد ہوگا، جس کو اس کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا اور وہ چھ اسباب میں سے کوئی ایک ہے۔

قریب قریب ان ہی اسباب کا ذکر امام نووی ؒ نے ''أسنی المطالب فی شرح روضۃ الطالب'' میں بھی کیا ہے (۳/۱۱۷) فقہ حنبلی کی معروف کتاب (۳) میں بھی امام غزالی اور امام نووی ؒ کے حوالہ سے یہی چھ اسباب ذکر کئے گئے ہیں، اس سلسلے میں تمام صورتوں کا احاطہ علامہ ابن عابدین شامی ؒ نے کیا ہے اور انھوں نے گیارہ مواقع ذکر کئے ہیں، جن میں غیبت کرنا گناہ کے دائرہ میں نہیں آتا اور ان کو تین اشعار میں نظم بھی کیا ہے، (۴) فقہاء نے اس سلسلے میں مختلف جزئیات بھی ذکر کی ہیں، جیسے فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے :

**وفي الحاوي : سئل عمن رأى رجلا يسرق مال إنسان قال : إن كان لا يخاف الظلم منه يخبر به وإن كان يخاف ترك ۔ (۵)**

حاوی میں ہے: ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو کسی شخص کو دوسرے کا مال چوری کرتے ہوئے دیکھے؟ جواب دیا: اگر اس کی طرف سے زیادتی کا اندیشہ نہ ہو تو اس کی اطلاع دیدے اور اندیشہ ہو تو چھوڑ دے۔

یہاں تک کہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص عبادت کا پابند ہو؛ لیکن لوگوں کو ضرر پہنچاتا ہو تو اس کی کوتاہی کو بھی بیان کرنے میں حرج نہیں :

**ولو كان الرجل يصلي ويضر بالناس باليد واللسان لا غيبة في ذكره بما فيه ۔ (۶)**

---

(۱) دیکھئے: إحیاء علوم الدین:۳/۱۱۲۔ (۲) الأذکار:۴۲۹۔ (۳) الاقناع:۲/۷۷۔

(۴) دیکھئے: ردالمحتار ، کتاب الحظر والاباحۃ ، باب الاستبراء:۹/۵۹۷۔

(۵) الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱۸/۱۹۵۔ (۶) المحیط البرہانی:۲۵/۲۸، نیز دیکھئے: الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱۸/۲۳۲۔

اگر کوئی شخص نماز بھی پڑھا کرتا ہو اور لوگوں کو ہاتھ اور زبان سے نقصان بھی پہنچاتا ہو تو جو بات اس میں موجود ہو اس کا ذکر کرنا غیبت (کے گناہ میں) شامل نہیں۔

اگر چہ غیبت کی مباح شکلوں کو شارحین حدیث اور فقہاء نے چھ سے گیارہ تک ذکر کیا ہے؛ لیکن غور کیا جائے تو ان سب میں بنیادی تین باتیں ہیں، ایک: یہ کہ کوئی شخص مظلوم ہو اور اسے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ظالم کی صورت حال لوگوں کے سامنے بتانی پڑے، دوسرے: کسی مسلمان کے ضرر کو دور کرنا مقصود ہو، تیسرے: کسی مسلمان کی اصلاح مقصود ہو؛ چنانچہ اکثر فقہاء کے یہاں اس کی صراحت ملتی ہے، امام غزالیؒ فرماتے ہیں :

**الرابع : تحذير المسلم من الشر فإذا رأيت فقيها يتردد إلى مبتدع أو فاسق وخفت أن تتعدى إليه بدعته وفسقه ، لک أن تکشف له بدعته وفسقه ۔ (۱)**

چوتھی صورت: مسلمان کو شر سے بچانے کی ہے؛ لہٰذا جب تم کسی فقیہ کو دیکھو کہ وہ کسی بدعت کرنے والے یا فاسق شخص کے پاس آمد ورفت رکھتا ہو اور تم کو ڈر ہو کہ اس کی بدعت اور معصیت شعاری اس شخص پر بھی اثر انداز ہو جائے گی تو تمہارے لئے جائز ہے کہ اس کے صاحب بدعت اور فاسق ہون کے کو ظاہر کر دو۔

ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں :

**...... إذا کانت للنصيحة أو لدفع المفسدة لم تمنع ولو أن شخصا اطلع من آخر على قول يقتضي إيقاع ضرر بإنسان ، فإذا نقل إليه ذلک القول احترز عن ذلک الضرر لوجب ذکره له ۔ (۲)**

......غیبت نصیحت یا مفاسد کو دور کرنے کے لئے ہو تو ممنوع نہیں ہے اور اگر کوئی شخص دوسرے کی ایسی بات پر مطلع ہو جائے، جس کا تقاضا دوسرے کو ضرر پہنچانا ہے، نیز اگر یہ بات وہ اس سے نقل کر دے تو وہ اس ضرر سے بچ سکتا ہو تو واجب ہے کہ وہ اس سے اس کا تذکرہ کر دے۔

علامہ نوویؒ اُن اسباب کا ذکر کرتے ہوئے جن کی وجہ سے غیبت کی گنجائش ہے، فرماتے ہیں :

**تحذير المسلمين من الشر ونصيحته ۔ (۳)**

---

(۱) إحياء علوم الدين:۳/۱۵۲۔

(۲) إحکام الأحکام شرح عمدة الأحکام:۱/۱۰۵۔ (۳) الأذکار:۴۳۰۔

مسلمانوں کوشر سے بچانا اوران کے ساتھ خیرخواہی کرنا۔

بلکہ فقہاء کی عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ بعض مواقع پر مسلمانوں کوضرر سے بچانے کے لئے غیبت واجب بھی ہوجاتی ہے؛ چنانچہ بقول علامہ ابن عابدین الشامیؒ :

الإباحة لا تنافی الوجوب فی بعض المواضع الأتیه إلخ ۔ (۱)

غیبت کا مباح ہونا اس بات کے منافی نہیں ہے کہ آگے ذکر کئے جانے والے بعض مواقع میں وہ واجب قرار پائے۔

یوں تو بہت سی جہتوں سے انسان کوایک دوسرے سے ضرر پہنچ سکتا ہے، کسی مبتدع شخص کے پاس آمد ورفت سے، کاروبار اور معاملات میں کسی کواپنا ساتھی بنانے سے؛ لیکن ازدواجی زندگی کاتعلق ایساتعلق ہے، جس میں زوجین کا ایک دوسرے سے سب سے زیادہ سابقہ ہوتا ہے، دوسرے لوگوں سے مالی یا اخلاقی تعلق ہوتا ہے؛ لیکن شوہر وبیوی کے درمیان جسمانی تعلق بھی ہوتا ہے؛ لہٰذا ایک کی بیماری دوسرے فریق کے لئے ضرر کا باعث ہوتی ہے، کبھی اس طرح کہ شوہر یا بیوی کسی ایسے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں، جس سے دوسرے فریق کو پُرسکون زندگی حاصل نہیں ہوسکتی؛ حالاں کہ یہ نکاح کے مقاصد میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''لِتَسۡکُنُوۡا اِلَیۡہَا ''(۲) جیسے: مرد کا عنین ہونا، عورت کا ناقابل جماع ہونا، مرد وعورت میں سے کسی کا جنون، جذام، برص یا اس طرح کی بیماری میں مبتلا ہونا —— جس کو عیب سمجھا جاتا ہو اور جو دوسرے فریق کی زندگی کو بے سکون کردیتا ہو —— اسی طرح مرد یا عورت میں سے کسی میں باپ اور ماں بننے کی صلاحیت کا نہ ہونا؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ہر مرد وعورت کی فطرت میں باپ اور ماں بننے کا داعیہ رکھا ہے، غرض کہ شوہر وبیوی کو ایک دوسرے سے ضرر پہنچنے کے مواقع بمقابلہ دوسرے متعلقین کے زیادہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ کو نکاح کے پیغام کے بارے میں واضح مشورہ دیا اور اس میں کسی تکلف سے کام نہیں لیا؛ چنانچہ فقہاء نے عام طور پر غیبت کے مباح اسباب میں خاطب اور مخطوبہ کی کمزوریوں کے ظاہر کئے جانے کا بھی ذکر فرمایا ہے، امام غزالیؒ فرماتے ہیں :

...... وکذلک المستشار فی التزویج وإیداع الأمانة ، له أن یذکر ما یعرفه علی قصد النصح للمستشیر لا علی قصد الوقیعة ، فإن علم أنه یترک التزویج بمجرد قوله : لا تصلح لک فهو الواجب وفیه الکفایة ، وإن علم أنه لا ینزجر إلا بالتصریح بعیبه فله أن یصرح به ۔ (۳)

(۱) شامی: ۹/۵۸۶۔ (۲) الروم: ۲۱۔ (۳) إحیاء علوم الدین: ۳/۱۵۲۔

......اسی طرح جس سے نکاح اور امانت رکھنے کے بارے میں مشورہ کیا جائے، اس کے لئے گنجائش ہے کہ جو جانتا ہے، اس کا ذکر کردے؛ البتہ مقصود مشورہ کرنے والے کی خیر خواہی ہو نہ کہ صرف کسی کی شخصیت کو مجروح کرنا، اگر معلوم ہو کہ صرف یہ کہہ دینے سے کہ تمہارے لئے یہ رشتہ موزوں نہیں ہے، وہ شخص رشتہ کرنے سے رُک جائے گا تو اتنا ہی کہنا واجب ہوگا اور یہ بات کافی ہوجائے گی اور اگر معلوم ہو کہ جب تک عیب کی تصریح نہ کردے، وہ متنبہ نہیں ہوگا تو اس کے لئے اس کی صراحت کردینی درست ہوگی۔

علامہ نووی ؒ فرماتے ہیں :

**ومنها اذا استشارک إنسان فی مصاهرته۔ (۱)**

غیبت کے جائز ہونے کی صورتوں میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی انسان رشتہ کرنے کے سلسلہ میں تم سے مشورہ کا طلب گار ہو۔

**وللتحذير عن عيب خاطب ومخطوبة۔ (۲)**

پیغام دینے والے کے عیب سے یا جس کو پیغام دیا جارہا ہے، اس کے عیب سے مطلع کردینا؛ تاکہ وہ بچ سکے، جائز ہے۔

علاءالدین حصکفی ؒ کا بیان ہے :

**فتباح غيبة مجهول ومتظاهر بقبيح وللمصاهرة۔ (۴)**

غیر متعین شخص کی، بری باتوں کا علی الاعلان ارتکاب کرنے والوں کی، نیز رشتہ کے سلسلہ میں غیبت کرنا جائز ہے۔

## خلاصۂ بحث

ان وضاحتوں کی روشنی میں یہ حقیر اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ :

(الف) ایسی بیماریاں جو عام نوعیت کی ہوں یا جن سے براہ راست مقاصد نکاح متاثر نہیں ہوتے ہوں، ان سے نکاح کے دوسرے فریق کو ڈاکٹر کا اپنے طور پر مطلع کرنا یا دوسرے فریق کے مطالبے پر مطلع کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ اس فریق کے لئے قابل لحاظ ضرر کا باعث نہیں، جس سے بچانے کے لئے غیبت کی اجازت ہے۔

---

(۱) الأذکار: ۴۳۰۔ (۲) أسنى المطالب فی شرح روضة الطالب: ۱۱۷/۳۔ (۳) الدر المختار مع الرد: ۵۸۶/۹۔

(ب) اگر زوجین میں سے ایک کسی متعدی مہلک بیماری میں مبتلا ہو تو دوسرے کو اس سے مطلع کرنا جائز ہے اور اگر دوسرا فریق اس کے بارے میں جاننا چاہتا ہو تو واجب ہے؛ کیوں کہ یہ 'تحذیر المسلم من الشر والضرر'' کے دائرہ میں آتا ہے۔

(ج) اگر زوجین میں سے کوئی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس سے اگر چہ دوسرے فریق کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہیں اور کسی متعدی مرض کا معاملہ نہ ہو؛ لیکن نکاح کے بنیادی مقاصد ــــ جیسے: صنفی ضرورت کی تکمیل اور اولاد کا حصول وغیرہ ــــ میں رکاوٹ بنتی ہو، تو دوسرے فریق کے مطالبہ کے وقت بیماری کا اظہار کر دینا جائز ہے۔

(د) نکاح سے پہلے اگر خاطب یا مخطوبہ کے بارے میں کسی ایسے مرض میں مبتلا ہونے کا قرینہ موجود ہو، جس سے دوسرے فریق کو ضرر پہنچ سکتا ہو یا ان کے حقوق متاثر ہو سکتے ہوں تب تو میڈیکل ٹیسٹ کا مطالبہ کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر یہ صورت نہیں تو صرف شبہہ کی بنیاد پر اس کا مطالبہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ ایسے تجسس میں داخل ہے جس کو قرآن مجید میں منع کیا گیا ہے۔ (الحجرات: ۱۲)

○ ○ ○